جلد ۱ ۔ ۲۲۔ اپریل ۱۹۱۴ء۔ مطابق ۲۵۔ جمادی الاول ۱۳۳۲ھ۔ بروز بدھ ۔ نمبر ۴۵ ج


## مدینۃ المسیح

حضرت اولو العزم۔ فضل عمرؓ معہ اہل بیت مسیح موعود بخیر عافیت ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔ دربار شام میں حضورؓ نے لا الہ الا اللہ کے معانی کی تشریح فرمائی۔ ارشاد کیا۔ ایک طرف یہ لوگ اسلام کی حد بندی لا الہ الا اللہ کہکر ایسے ایسا وسیع کرتے ہیں۔ کہ ان کے نزدیک سوائے دہریہ کے ہر شخص حتیٰ کہ یہود و نصاریٰ بھی مسلمان ہیں دوسری طرف کفر کے معنے ایسے وسیع ہیں۔ کہ ایک حکم کی تعمیل نہ کرنے سے بھی ان کے نزدیک انسان کافر ہے۔ یہ لوگ سمجھے نہیں۔ جیسا کہ حضرت خلیفہ اول نے فرمایا۔ لا الہ الا اللہ میں تمام ماموروں پر ایمان لانا شامل ہے۔ حضرت موسیٰ کے وقت لا الہ الا اللہ کے مفہوم میں موسیٰ پر ایمان لانا تھا۔ پھر مسیح ناصری کے وقت میں مسیح پر ایمان لانا اور محمد رسول اللہ (صلعم) کے وقت آپ پر ایمان لانے سے کلمۂ توحید پورا ہوتا تھا۔ اسی طرح اس زمانے میں مسیح موعود پر ایمان لانا کلمہ لا الہ الا اللہ میں شامل ہے۔ ہر مذہب کی کچھ خصوصیات ہوتی ہیں۔ ان کے چھوڑنے سے مذہب چھوٹتا ہے۔ مثلاً ایک عیسائی جب کہیگا میں مسیح کو انسان مانتا ہوں۔ تو سمجھا جائیگا۔ یہ عیسائیت سے تائب ہوا پس اس کا لا الہ الا اللہ یہی ہے۔ مگر ایک ہندو کے لئے مسیح کو بشر ماننا لا الہ الا اللہ نہیں۔ کیونکہ اس کے مذہب کی خصوصیات اور ہیں۔ نبی کریم صلعم کے وقت چونکہ شرک و بت پرستی کا زور تھا۔ اس لئے لا الہ الا اللہ کہنا اسلام میں داخل ہونے کے مترادف تھا۔ اسی واسطے اعلان فرمایا۔ من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ محمد رسول اللہ ماننے کو تو مشرکین مکہ تیار تھے۔ اب اس زمانے میں دنیا پرستی کا زور ہے۔ اس لئے اس زمانہ کے مامور نے لا الہ الا اللہ کے معنی دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لئے پھر مسیح کو آسمان پر زندہ نہ سمجھنا۔ بلکہ فوت شدہ قرار دینا لا الہ الا اللہ ہے۔ کیونکہ آجکل اس شرک کا زور ہے۔ اسیطرح محمد رسول اللہ وہی کہتا ہے جو مانتا ہے۔ کہ آپ کے فیض سے اور نبی بھی آپ کی امت میں آسکتا ہے۔ غرض ہر زمانہ کے عیوب کی اصلاح کے لحاظ سے لا الہ الا اللہ کے معنے ہیں۔ لوگ اس حکمت کو نہیں سمجھے۔

۲۔ حضرت فضل عمر کے دربار میں ایک تجویز درپیش ہے۔ تمباکو امریکہ سے آیا تھا۔ اس لئے بہتر ہے کہ اس کے خرچ کو اسی ملک میں اشاعت اسلام پر لگایا جاوے۔ پس جو احمدی تمباکو سگریٹ یا حقہ پیتے ہیں۔ وہ اس لغو عادت کو چھوڑ دیں۔ اور جو خرچ ماہوار تمباکو پر کرتے ہیں۔ بطور کفارہ اس کا نصف اس فنڈ میں بالالتزام دیتے رہیں۔ اور جو نہیں چھوڑ سکتے۔ وہ اپنے تمباکو کے ماہوار خرچ کے برابر چندہ اس فنڈ میں ہر مہینے جمع کرادیا کریں۔ پہلے یہ تجویز قادیان میں رائج ہوگی۔ اپنے گھر کو صاف کر کے پھر بیرونجات کے احمدیوں پر نگران مقرر ہونگے جو ہر تمباکو نوش سے یہ رقم وصول کر کے داخل دعوت الی الخیر فنڈ کریں گے

ع۔ خوشا وقتے و خرم روزگارے ✦

**ناظرین! اخبار ہفتہ میں تین بار ہے۔ چھ روپیہ سالانہ پر ایا ایک بار؟ ہر ایک خریدار جواب دے ✦**

۳۔ ایک صاحب کو رؤیا میں ایک دلیل سمجھائی گئی ہے کہ جب لاہوری اہل الرائے اپنی مجلس شوریٰ میں حضرۃ صاحبزادہ صاحب کو اختیارات بیعت دیکر حسب الوصیت "بزرگ و پاک نفس" مان چکے ہیں تو اب انہیں گدی نشین یا شرک پھیلانیوالا یا غاصب خلافت یا جلد باز تفرقہ انداز کہنا۔ کتنی بھاری غلطی اور اپنی مجلس شوریٰ کی کارروائی کو غیر معتبر ٹھہرانا ہے۔

**اطلاع** ✦ پیر سراج الحق صاحب نعمانی حضور مغفور کے پرانے مخلص نے معہ اہل و عیال بیعت کر لی ہے۔ اور وجہ تو قفا یہ بھی ہے۔ کہ میں سمجھا میں تو ابتدائی وابستہ دامن ہوں ✦


ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر حضرۃ صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پرنٹر و پبلشر و پروپرائیٹر کیلئے شائع ہوا ✦

# مختصر نوٹ

## وہ تحریر کس کو لکھ کر دی

پیام میں یہ سوال اٹھایا گیا ہے۔ کہ "جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے۔ کہ ایسا ہونا چاہیئے۔ اور کثرت رائے اس میں ہو جاوے۔ تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے۔ اور وہ قطعی ہونا چاہیئے"

کس انجمن کے متعلق ہے۔ ہمارے ایک دوست نے لکھا تھا۔ کہ یہ تحریر مجلس ناظم کے متعلق ہے۔ اور وہ نوٹ بھی یہی ہے۔ اب ماسٹر صدرالدین صاحب زور دیتے ہیں۔ کہ مجلس ناظم نام تھا۔ انجمن ناظم نام نہ تھا۔ پس انجمن کا لفظ بتا رہا ہے۔ کہ یہ کسی انجمن کے متعلق تھی۔ ہم کہتے ہیں۔ اس طرح تو مجلس معتمدین نام بھی نہیں اور صدر انجمن تو وہ ہے۔ جس میں سلسلہ احمدیہ کا ہر فرد جو سلسلہ کی خدمت کسی رنگ میں کرتا ہے۔ اس کا ممبر ہے۔ (دیکھو قواعد صدر انجمن) پھر ہم کہتے ہیں۔ نام پر جھگڑا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ مجلس معتمدین کو یا صدر انجمن کو۔ اس کی کثرت رائے کو اب قطعی کیوں نہیں مانتے۔ کثرت رائے تو ممبران معتمدین کی۔ اور افراد صدر انجمن کی یہی ہے۔ کہ ایک ہی خلیفہ چاہیئے۔ اور وہ حضرت صاحبزادہ صاحب ہیں۔ اگر آپ کے نزدیک یا باقاعدہ طور پر فیصلہ نہیں ہوا۔ تو آپ تو سکرٹری ہیں۔ کیا آپ کو جرأت ہے۔ کہ یہ سوال مجلس میں پیش کر دیں۔ اور جو فیصلہ ہو اس پر عمل پیرا ہوں۔ کیونکہ ہر ایک امر میں اس انجمن کا اتحاد کافی ہے۔ اور حضرت اقدس کو یقین ہے۔ کہ انجمن خلاف منشاء میرے ہرگز نہ کریگی۔

## مولوی محمد علی صاحب کے تقویٰ کا سوال

بات صرف اتنی ہی کسی شخص نے لکھا مولوی محمد علی صاحب وہ شخص ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے انہیں اپنے سلسلہ کی صداقت کا وارومدار ٹھہرایا ہے۔ کیونکہ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر طاعون ہو جائے تو یہ سلسلہ جھوٹا ہے۔ اس کے جواب میں لکھا گیا تھا۔ کہ آپ حقیقۃ الوحی کھول کر دیکھ لیں۔ حضرت اقدس تحریر فرماتے ہیں۔ وہ (مولوی محمد علی) میرے گھر کے ایک حصہ میں رہتے تھے۔ جس گھر کی نسبت خدا تعالیٰ کا یہ الہام ہے۔ "انی احافظ کل من فی الدار" تب میں ان کی عیادت کے لئے گیا۔ اور ان کو پریشان اور گھبراہٹ میں پاکر میں نے ان کو کہا۔ کہ اگر آپ کو طاعون ہو گئی ہے۔ تو پھر میں جھوٹا ہوں اور میرا دعویٰ الہام غلط ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ طاعون سے محفوظ رہنے کی وجہ آپ نے دار میں رہنا فرمایا ہے۔ تقوے کا سوال ہی نہیں۔ اب اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ ہم نے مولوی محمد علی صاحب کو غیر متقی کہا ہے۔ غلط ہے۔ جواب تو صرف سوال کا تھا۔ کہ طاعون سے محفوظ رہنے کی وجہ جو حضرت اقدس نے ظاہر فرمائی۔ وہ پرہیزگاری اور قرب الٰہی نہیں بلکہ دار میں رہنا۔ اور اس کی نسبت حفاظت کا وعدہ ہے۔ کسی چیز کا ذکر نہ کرنا اس کے عدم کی دلیل نہیں۔ پس آپ نے جو حوالے لکھ مارے ہیں۔ کہ حضرت اقدس نے آپکو پرہیزگار لکھا ہے۔ تو یہ اس وقت قابل جواب ہو سکتے ہیں۔ جب ہم ان کے تقویٰ سے انکار شائع کریں گے۔ باقی رہا رویاء کا معاملہ سو یہ تو آپ بھی مانتے ہیں۔ کہ رویاء میں جو شخص دیکھا جائے۔ وہ بھی مراد ہو سکتا ہے۔ پس جب واقعات نے تصدیق کر دی۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے اس حبل اللہ سے علیحدگی اختیار کر لی۔ جو حضرت مسیح موعود کے ہمارے اتفاق کا ذریعہ ہے۔ یعنی خلافت۔ اور اپنے بعض اگلے معتقدات کو بھی چھوڑ دیا۔ اور بقول آپ کے یہاں سے چلے بھی گئے۔ تو یہ الفاظ صادق آئے۔ کہ "آؤ ہمارے پاس بیٹھو"۔ ہم نے یہ رویاء صرف مرکز و عقیدۂ حقہ سے علیحدگی کیوجہ سے ذکر کی۔ ان کی نیکی وغیرہ کا سوال اس میں نہیں۔ نہ اس پر اعتراض چھاپا گیا ہے۔ جس رویاء کے واقعات تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے کیونکر انکار کیا جا سکتا ہے۔ اور آپ کو انگریز دیکھنا کوئی خوبی کی بات نہیں۔ باقی جو گالیاں آپ نے دی ہیں۔ کہ خبیث باطن اور سوقیانہ حملہ کرنے والا وغیرہ ذالک اس کے متعلق شکریہ عفاک اللہ نکو گفتی۔

## جماعت کے دو ٹکڑے کس نے کئے

ہم متفق تھے۔ مختلف الخیالات مختلف العقائد خدا نے مسیح موعود کے ہاتھ پر ہمیں جمع کیا۔ ان کا وصال ہوا۔ تو ہم خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر جمع ہو گئے۔ اس کے بعد جماعت کے دو ٹکڑے کرنے کا اثم اس پر ہے۔ جس نے اس جمع ہونے کے طریق کو چھوڑ دیا۔ یہ سلسلہ منہاج نبوت پر ہے۔ اگر اس سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی کسی جماعت میں بذریعہ انجمن جمع ہونا ہوا ہے۔ تو فبہا۔ اور اگر خلیفہ کے ذریعہ ہمیشہ جمع ہوتے رہے ہیں۔ تو اب جس فریق نے خلیفہ کو چھوڑا۔ وہ اس کا ذمہ وار ہے کیا یہ انصاف کی بات نہیں؟

## ہم نے کوئی غلط بیانی نہیں کی۔

الوصیت کی ایک عبارت بطور خلاصہ مطلب لکھی گئی تھی۔ پیام میں دو تین بار کہا گیا ہے۔ کہ ہم نے غلط بیانی کی۔ حالانکہ یہ الوصیت میں موجود ہے۔

(دیکھئے صفحہ ۶ و ۷ الوصیت) دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہوتا ہے ×××× تب خدا تعالےٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ ××× جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق کے وقت میں ہوا۔ ××× تب خدا تعالےٰ نے حضرت ابو بکر صدیق کو کھڑا کرکے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔ اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا۔ اور اس وعدے کو پورا کیا۔ جو فرمایا تھا۔ "ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا"۔

❊ اس عبارت کا خلاصہ اگر ہم نے ان الفاظ میں کر دیا ❊ کہ جس طرح آنحضرت صلعم کے بعد آیت استخلاف کے ماتحت ابو بکر قدرت ثانیہ کا مظہر ہوا۔ تو کونسا گناہ کیا۔ یا کیا غلط بیانی کی۔ کیا اس کا خلاصہ مطلب یہ نہیں فرمایئے۔

اب آگے چلیئے۔ فرماتے ہیں۔

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت الٰہیہ یہی ہے کہ خدا تعالےٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے۔ ×× ×× سو اب ممکن نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دے۔ ××× کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ ××× میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے۔ جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔"

کیا اس کا خلاصہ یہ نہیں۔ کہ اسی طرح میرے بعد بھی ہوگا اور چند وجود قدرت ثانیہ کا مظہر ہوں گے۔ ایسی کھلی اور صاف بات کو مصطفےٰ خان صاحب پٹیالوی خانہ ساز عبارت فرماتے ہیں۔ اچھا صاحب یہ خانہ ساز ہے تو آپ اس کا اور خلاصہ جو ہو سکتا ہے۔ وہ فرما دیں۔ آپ نے متبعین مصلح موعود کو خلافت کے اسیر فرمایا۔ ایک خلیفے کے اسیر تو آپ بھی رہ چکے ہیں۔ اب یہ آزادی مبارک!

افسوس مولوی عبد اللہ خاں صاحب کی اولاد کی قسمت میں بھی لکھا تھا۔ کہ وہ مسیح کی ذریت طیبہ کے خلاف تیر و تبر چلائے۔ نفرین کے خطوط کی پیشگوئی یاد رکھنا۔ میں کسی وقت آپکو یاد دلاؤں گا۔

الفضل
قادیان دارالامان - ۲۲ - اپریل ۱۹۱۴ء بروز بدھ

# جانتا ہے وار تیرا کس پہ پڑتا ہے عدو
# کیا تجھے معلوم ہے کس کے جگر پاروں میں ہوں

سُن! اے خلافت کے دشمن! کان دھر اے محمود پر زبان طعن دراز کرنے والے! غور کر لے درد دل رکھنے کے مدعی! اور توجہ سے شعر مندرجہ عنوان کا مطالعہ کر کیا تو جانتا ہے کہ یہ کس کا کلام ہے؟ کیا تجھے معلوم ہے کہ یہ کس درد دل کا نتیجہ ہے؟ کیا تمہیں خبر ہے کہ کہنے والا کس کا جگر پارہ ہے؟ دیکھ! اگر تجھے علم ہے۔ اور باوجود علم کے تو نازیبا حرکات اور سوء ادب کا ارتکاب کر رہا ہے تو جا اپنے انجام کی فکر کر۔ اور یاد رکھ کہ کورٹ مارشل فوج کے عہدہ داروں کا ہوا کرتا ہے۔ کمان کا جو فوج میں سرے سے بھرتی ہی نہ ہوں۔ ہاں اگر تجھے معلوم نہیں تو میں بتائے دیتا ہوں اور کھول کر بتائے دیتا ہوں۔ یہ

**کلام محمود ہے!**

اور محمود ہے کون؟ اسی مسیح کا صالح بیٹا ہے۔ جس کی طرف تو اب تک اپنے تئیں منسوب کرتا ہے۔ اور اسی احمد کا جگر پارہ ہے جس کی دعاؤں کو تو ناحق باعث نجات تصور کرتا ہے۔ اور ہاں یہ وہی محمود ہے جس کی آمین لکھتے وقت اس مقدس و مطہر امام نے جس کے دامن سے لگے رہنے کا تجھے ابتک ادعا ہے دعا کے طور پر فرمایا تھا۔

تو نے یہ دن دکھایا محمود پڑھ کے آیا
دل دیکھ کر یہ احساں تیری ثنائیں گایا
صد شکر ہے خدایا۔ صد شکر ہے خدایا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
لخت جگر ہے میرا۔ محمود بندہ تیرا
دے اس کو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا
دن ہوں مرادوں والے پُر نور ہو سویرا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
اقبال کو بڑھانا۔ اب فضل ساتھ لانا
ہر رنج سے بچانا۔ دکھ درد سے چھڑانا
خود میرے کام کرنا یا رب نہ آزمانا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

پس اے عیسیٰ علیہ السلام کے نام لیوا اور اس مسیح کی دعاؤں کی اجابت کے قائل سنبھل جا! پیارے! وقت ہے سنبھل جا امتحان ہے پاس ہو جا۔ میں پھر کہتا ہوں۔ ع۔ سنبھل جاؤ کہ وقت امتحان ہے۔ دیکھ! کہ خدا نے اپنے مسیح کی دعائیں سنیں اسکے لخت جگر کو اپنے وعدہ کے مطابق

**جلد جلد بڑھایا**

علم دیا۔ عقل دیا۔ عمر دی۔ دولت دی۔ پُر نور سویرا کیا فضل کے ساتھ عمر رسیدہ خلیفہ ثانی بنا کر صاحب اقبال کیا۔

اے سونیوالے! اٹھ خواب غفلت سے بیدار ہو۔ اس فضل کے اقبال سے پُر نور سویرے سے متمتع ہو اور خوش ہو کہ تیرے آقا کی دعائیں قبول ہوئیں اس کے کام خود خدا نے کئے۔ اگر تو اس نور سے حصہ نہ لیگا تو آسمان پر تیرا نام محروم لوگوں کی جماعت میں شمار ہو گا۔ اور اگر تو اپنے آقا کے لخت جگر کو آزمائش میں ڈالنے کی کوشش کریگا تو یاد رکھ کہ تو نہ صرف محسن کشی کا مرتکب ہو گا بلکہ مسیح کی دعا کے خلاف کوشش کرنے کے باعث تیرے سر پر ناکامی کا بے بضاعت تاج رکھا جائیگا۔ اگر تو قرآن کا پڑھنے والا ہے اور یقیناً ہے۔ تو فرشتوں اور آدم کے قصے سے عبرت پکڑ اور فرشتہ بنکر کہدے کہ جس طرح آدم پر اعتراض کرنا گویا خدا تعالیٰ پر اعتراض کرنا تھا۔

اسی طرح محمود کی خلافت پر معترض ہونا گویا مسیح کی دعاؤں اور ان کی موجودہ اجابت سے منکر ہونا ہے۔

پھر اگر تجھے اپنی ماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قصہ یاد ہے۔ اور اس مطہرہ و مقدسہ۔ زوجۃ النبی پر الزام لگانے والوں کی حیثیت اور انجام کا علم ہے تو ڈر جا۔ اور مومنوں کی روش اختیار کر لے۔

کیا تو نہیں جانتا کہ صدیقہ کی بریت تو خود خدا تعالیٰ نے کر دی اور انکی آہیں آسمان پر پہنچکر افک کے بریت کی صورت میں نمودار ہوئیں لیکن بدبخت منافقین کے ساتھ شریک ہونے اور ان کی ہاں میں ہاں ملانے کے باعث حسان بن ثابت جیسے رسول اللہ کے درباری اور مسطح بن اثاثہ جیسے بہادر بدری بھی سزا سے نہ بچ سکے۔ اون کی پیٹھ پر نہ صرف کوڑے پڑے بلکہ خدا تعالیٰ نے انکے جرم کی پاداش میں ہر دو سے نور بصارت بھی چھین لیا۔

اور دیکھو! میں تم کو ایک نکتہ سناتا ہوں جو یاد رکھنے کے قابل اور اگر خدا توفیق دے تو سبق حاصل کرنے کے لائق ہے۔ صدیقہ کی بریت کرتے وقت مومنین کو مخاطب کر کے اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اجی! جب تم نے ایسے طوفان کی باتیں سنی تھیں تو تم کو کہدینا چاہیئے تھا۔ سبحانک ھذا بھتان عظیم (یعنی خدا تعالیٰ تو تو پاک ہے۔ یہ بہتان عظیم ہے)۔

اے اہل بیت نبی کے غدار رکھنے والے! اے حضرت جری اللہ کے لخت جگر کو غیر متقی۔ سنبھو پیاز۔ اور خلافت کا خواہاں۔ بددعا دینے والے۔ زینب جہاں کا آرزومند کہنے والے خدا تعالیٰ کے اس قول پر غور کر۔ اور اگر تجھے کچھ بھی غیرت ایمانی یا آسمانی بات کی تھوڑی سی وقعت بھی تیرے دل میں ہو تو جان لے کہ جس طرح صدیقہ کے الزام کو خدا تعالیٰ نے اپنا الزام قرار دیا اور مسلمانوں کو سمجھاتا ہے کہ جب تم نے یہ الزام سنا تھا تو اسی وقت سمجھ لینا چاہیئے تھا۔ رسول اللہ صلعم کی بیوی جس کے لئے خدا کے پیارے حبیب نے دعائیں کی ہوں ناپاک نہیں ہو سکتی ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگانا میرے رسول پر بلکہ میری اپنی ذات پر الزام ہے۔ اور میری ذات پاک ہے یہ تو بہتان عظیم ہے۔ اسی طرح اور یقیناً اسی طرح محمود کی شان میں گستاخی کرنا اسکے مقدس باپ بلکہ اس پاکباز کے فرستادہ قدوس خدا کے حضور شوخی کرنا ہے اور انی معک ومع اھلک کے کلام ربانی کو جھٹلانا ہے۔ بس جو کچھ محمد مصطفیٰ کے زمانہ میں ہوا ضرور ہے کہ اس کا اعادہ بروز مصطفیٰ کے وقت بھی ہو اور اگر صدیقہ کا گریہ بکا خدا تعالیٰ کے ہاں سنا گیا تو ضرور ہے کہ محمود کی آہیں اور ان ایام کی لمبی اور پچھلی راتوں کی ہوئی دعائیں عرش الہٰی پر پہنچیں اور پھر اسکی بریت نیز الزام دہندوں کی گرفتاری کا موجب ہوں۔ اے جگر گوشہ رسول پر تیر چلانیوالے! سُن تجھ سے پہلے کربلا کی زمین میں ایک ایسا واقعہ ہو چکا ہے اس سے سبق لے۔ دیکھ حسین تیرے نزدیک گو ایک بچہ بڑھ کر وقعت نہ رکھتا ہو اس کے ساتھ ہونیوالے اسکے خدام تیری نظر میں ایک بچہ کا ساتھ دینے کے باعث بڑوں سے چھوٹے گنے گئے ہوں لیکن مومنین کی جماعت کو ایسا پیام دینے والے! یاد رکھ اور خوب یاد رکھ وہ بچہ پسر رسول تھا اسکا دشمن بڑا تھا لیکن آج تک شقی کہلاتا ہے اسکے ساتھی چھوٹے ہو گئے لیکن آج تک شہید کے لقب سے ملقب اور تقدس کی عبا میں ملبوس ہیں پس اللہ سے ڈر اور مسیح موعود کے لخت جگر کو (جو نور الدین اعظم کو بھی بہت پیارا تھا اور جس کے جلد جلد بڑھنے کو دیکھ کر وہ مقدس انسان اس کے لئے نظر بد سے محفوظ رہنے کی دعائیں کیا کرتا اور مصلحت کو مدنظر رکھ کر ایک خطبہ جمعہ میں کہہ چکا تھا خواجہ سلیمان ۲۲ برس کی عمر میں خلیفہ ہوئے تھے) ایک بچہ کہکر حقارت سے مت پکار ورنہ یاد رکھ تو آسمان پر حقارت کی نظر سے دیکھا جائیگا اور یہ واضح ہے کہ آسمان کی حقارت بہت سخت اور بہت ذلیل کرنیوالی ہوتی ہے۔ میرے غلطی خوردہ بھائی! اگر تو خدا تعالیٰ کے رحم سے حصہ لینا چاہتا ہے اور شوخ فتنہ پرداز انسانوں کی سی سزا سے محفوظ رہنے کا خواہش مند ہے تو میں نہیں ہوں گا تو میری نہیں تو لاہور میں ایک بزرگ شیخ رحمت اللہ ہیں انہی کی سن لے۔ گذشتہ دسمبر میں شیخ صاحب نے ایک دوست کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔

"بھلا میاں کس کا لڑکا ہے؟ اور کیا ہم اولاد نہیں جو ہم اپنے اتنے بڑے محسن (مسیح موعود) کی اولاد کے مخالف ہوں"

پس اے زبان دراز انسان! سُن میں تمہیں سچ کہتا ہوں ؎ زبان کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بوئے ایمان ہے۔ اور یاد رکھ کہ تیرا ہر ایک حملہ جو تو خلافت محمود پر کرتا ہے وہ در اصل خدا کے مسیح پر ہے۔ تو کہتا ہے کہ انجمن میں میاں کے رشتہ داروں کی کثرت رائے ہے۔ بندہ خدا! خدا تجھے سمجھ دے خوف دے نہ تو بتا ان رشتہ داروں کو انجمن کا ممبر بنایا کس نے تھا؟ اور پھر یہ رشتہ داریاں بھلا کس نے کی تھیں؟ میاں نے؟ کہ میاں صاحب کے مقدس باپ نے؟ آخر میں ایک دفعہ پھر تجھے یاد دلاتا ہوں کہ محمود رضی اللہ عنہ مسیح موعود مہدی مسعود کا لخت جگر ہے اس کی دعاؤں کے مطابق اپنی فضل ہوا ہے۔ اس کی مخالفت کرتے وقت اپنی عاقبت محمود کرنے کا خیال مت بھلا۔ اور اس کلام محمود کے گہرے معانی کو فراموش مت کر۔ جانتا ہے وار تیرا کس پہ پڑتا ہے عدو ۔ کیا تجھے معلوم ہے کس کے جگر پاروں میں ہوں۔

# حضرت مسیح موعودؑ کیا فرماتے ہیں

مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ یہ بھی تو دیکھو۔ کہ حضرت مسیح موعود نے کیا فرمایا۔ ان کی خدمت میں نہایت ادب سے گذارش ہے۔ کہ ہاں ہم نے دیکھا۔ اور آپ کو الفضل کے ذریعہ متعدد مرتبہ دکھایا۔ کہ وہ کیا فرماتے ہیں۔ مسٹر عطاء الرحمٰن ایم اے کی چٹھی آپ نے پڑھی ہوگی۔ الوصیت کے الفاظ کی تشریح بھی آپ نے مطالعہ فرمائی ہوگی۔ اور خود جس میں انجمن کی کثرت رائے کا فیصلہ قطعی ہے۔ وہ تو آپ کے پاس موجود ہی ہے اس کی بناء پر بھی آپ نے دیکھ لیا۔ کہ اس انجمن نے دجس کے بارے میں حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ دانجمن میرے خلاف منشا ہرگز نہ کریگی) کیا فیصلہ ۶ سال قبل کیا۔ اور پھر اب کیا کیا۔ پھر یہ حوالہ بھی پڑھا ہوگا۔ جس میں حضرت اقدس فرماتے ہیں۔ اور فرماتے بھی اپنی وفات سے کچھ دن پہلے ہیں۔

"جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے۔ مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے" ۱۴۔ اپریل ۱۹۰۸ء

اور ابھی آپ کا ارشاد ہے۔ کہ اگر حضرت مسیح موعود کے ذہن میں کسی خلیفہ کا وجود ہوتا۔ تو اس کا اشارہ بھی فرماتے۔ جناب اشارہ کیوں فرماتے۔ جبکہ انہوں نے صراحت سے ذکر فرما دیا سو آپ خدا کیلئے غور کریں۔ کہ حضرت مسیح موعود کی الوصیت اور آپکی دوسری تحریروں کو کیوں پس پشت ڈال رہے ہیں جب خلیفہ کو آپ اپنا قائمقام سمجھتے ہیں۔ اور خلیفہ کا تقرر خدا تعالیٰ کے سپرد ہے۔ تو اس کیلئے آپ قواعد کیوں وضع فرماتے۔ خدا اُسے جس طریق پر چلائیگا۔ وہ چلیگا۔ خلیفہ کا کام قبروں کی جگہیں بتانا نہیں۔ کہ آپ علیہ السلام یہ اختیار اس کے نام قواعد میں لکھ جاتے۔ خود مامور کی اور شان ہوتی ہے۔ ہر ایک چھوٹے سے چھوٹا کام جو اپنی زندگی میں آپ خود فرماتے ضروری نہیں۔ کہ وہ کام اپنے بعد لازمی طور پر اپنے خلیفہ کے نام کر جائیں۔ بلکہ آپ نے مجموعی طور پر اپنے آپ کو انجمن کا مطاع فرمایا۔ یہی حکم ان کے قائمقام کیلئے برقرار رہیگا۔ وہ جو کام چاہے خود کرے۔ جو چاہے انجمن کے سپرد کردے۔

## ایک اور حوالہ

اس سے پہلے میں نے ۱۴۔ اپریل کی ڈائری سے حوالہ دیا۔ اب میں آپکو اس کتاب کی عبارت دکھاتا ہوں۔ جو حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنی وفات سے دو تین روز پیشتر لکھی۔ اس کا نام پیغام صلح ہے۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۳۴

اور اگر ہندو صاحبان دل سے ہمارے ساتھ صفائی چاہتے ہیں۔ تو وہ بھی ایسا اقرار لکھ کر اس پر دستخط کر دیں۔ اور اس کا مضمون بھی یہ ہوگا۔ کہ ہم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت پر ایمان لاتے ہیں۔ اور آپ کو سچا نبی اور رسول سمجھتے ہیں۔ اور آئندہ آپ کو ادب اور تعظیم کے ساتھ یاد کریں گے جیسا کہ ایک ماننے والے کے مناسب حال ہے۔ اور اگر ہم ایسا نہ کریں۔ تو ایک بڑی رقم تاوان کی جو تین لاکھ روپیہ سے کم نہ ہوگی۔ احمدی سلسلہ کے پیشرو کی خدمت میں پیش کریں گے۔ یاد رہے۔ کہ ہماری احمدی جماعت اب چار لاکھ سے کچھ کم نہیں ہے۔ اس لئے ایسے بڑے کام کیلئے تین لاکھ روپیہ چندہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اور جو لوگ ہماری جماعت سے ابھی باہر ہیں۔ در اصل وہ سب پراگندہ طبع اور پراگندہ خیال ہیں۔ کسی ایسے لیڈر کے ماتحت وہ لوگ نہیں۔ جو ان کے نزدیک واجب الاطاعت ہے۔ اس لئے میں ان کی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتا"

اس عبارت سے دو باتیں واضح ہیں۔ ایک تو یہ کہ عہد توڑنے کی صورت میں تین لاکھ روپیہ سلسلہ احمدیہ کے پیشوا کی خدمت میں پیش کرنا ہوگا۔ نہ کہ انجمن کی خدمت میں۔

اگر کسی خلیفہ کا خیال حضور کے ذہن میں نہ تھا۔ تو یہ کیوں نہ فرما دیا۔ کہ میری جانشین انجمن کو دینا ہوگا۔

دوم آپ نے دوسرے مدعیان اسلام سے اپنی جماعت کا مابہ الامتیاز یہ بتایا ہے۔ کہ ہماری جماعت ایک ایسے لیڈر کے ماتحت رہنے والی ہے۔ جو واجب الاطاعت ہے۔ مگر دوسرے مسلمانوں کا یہ حال نہیں۔ اب آپ خدا کیلئے انصاف کر کے فرمائیں۔ کہ حضرت اقدس کے ذہن میں خلیفہ کا وجود تھا یا نہیں؟

## قوم کی خدمت میں ضروری عرضداشت

ناظرین ۱۶۔ اپریل کا پیغام پڑھ جائیں۔ اس میں اس بات کا کچھ جواب نہیں دیا جا سکا۔ کہ ہم نے حضرت خلیفۃ المسیح کی وصیت (کہ میرا جانشین متقی ہو) پر کیوں عمل نہیں کیا۔ کہتے ہیں۔ شوریٰ نہیں ہوا۔ ہم پوچھتے ہیں۔ کہ پھر ۹۵ فیصدی احمدی بیعت کیوں کر چکے ہیں امر دوم۔ کہ انجمن کی کثرت رائے پر فیصلہ ہو۔ اب بتائیں۔ کہ انجمن کی کثرت کیوں نہیں مانتے۔ کثرت رائے تو یہی ہے۔ کہ ایک خلیفہ ہو۔ اور وہ انجمن کا مطاع ہو۔ امر سوم سید حامد شاہ صاحب ہم دیا رساء ہیں۔ وہ بیعت کرلیں۔ تو ہم بھی کر لیں۔ اب بتائیں کیوں بیعت نہیں کرتے۔ یہ حالات تو اس وقت بھی موجود تھے۔ جب یہ کہا تھا۔ کہ شاہ صاحب اگر فرمائیں۔ تو ہم بیعت کر لیتے ہیں۔ اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔ ہاں مرزا یعقوب بیگ صاحب نے اور باتیں لکھی ہیں جن کا جواب کئی بار دیا جا چکا ہے۔

## مولوی محمد علی صاحب کا اپنا بیان جانشین کے متعلق

۱۴ جون ۱۹۰۸ء کو لاہور احمدیہ بلڈنگس میں مولوی محمد علی صاحب نے ایک تقریر فرمائی تھی۔ جو الحکم جلد ۱۲ نمبر ۴۴ – ۱۰ جولائی ۱۹۰۸ء میں چھپی ہوئی موجود ہے۔ جس کا ایک حصہ بعینہ درج ذیل ہے۔

پس حضرت مرزا صاحب علیہ السلام بھی چونکہ منہاج نبوت ہی پر ظاہر ہوئے تھے۔ لہٰذا ایک مسلمان کا جو قرآن اور سنت کا پابند ہے۔ یہ فرض ہونا چاہئے۔ کہ وہ اس سلسلہ پر اعتراض کرتے وقت منہاج نبوت کو مد نظر رکھ لیا کرے۔ کیونکہ مسلمان کہلانے والے کے واسطے تو پہلے نظائر بھی موجود ہیں۔ اور وہ اس بات کا پابند ہے۔ کہ جو بات خود اس کے مسلمات میں موجود ہے۔ اس کے خلاف اعتراض نہ کرے۔ یا کوئی ایسا اعتراض نہ کرے۔ جو خود اس کے اپنے ہی مسلمات پر پڑتا ہو۔

جب ان لوگوں کو معتبر اور مسلمہ کتب میں حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کو آنحضرت صلعم کا قائمقام قرار دیا گیا ہے۔ اور صاف اقرار موجود ہے۔ کہ مسیلمہ کا حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کے سامنے قتل کیا جانا گویا خود آنحضرت صلعم کے روبرو قتل کیا جانا ہے۔ اور حضرت عمر رضؓ کا قیصر و کسریٰ کے خزائن کا مالک ہونا گویا خود آنحضرت صلعم کا فتح کرنا اور مالک ہونا ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض پیشگوئیوں کے متعلق انتظار نہیں کیا جاتا۔ کہ **آپ کے جانشین اور مخلص خادموں کے ہاتھوں سے یا خود آپ کی اولاد کے ہاتھوں پر خدا تعالیٰ ان کو پورا کردے۔**

مولوی محمد علی صاحب کہ یہ جانشین کون تھا۔ اور یہ اولاد کونسی۔ جس کے ہاتھ پر مسیح موعود کی یہ پیشگوئیاں پوری ہونے والی ہیں۔

## خلیفہ اور کمیٹی کا ممبر

کیا آپ مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ المسیح ۲۷ مئی سے مانتے تھے یا نہیں۔ اور کیا وہ ابتداء ایام خلافت میں مجلس معتمدین میں جاتے رہے یا نہیں۔ پس صاحبزادہ صاحب پر اجلاس میں جانے کا اعتراض کیسا اگر وہ واقعات جن کی وجہ سے آپ کچھ مدت اجلاس میں گئے پبلک میں آ گئے۔ تو آپ کو نادم ہونا پڑیگا۔

# حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المسیح و المہدی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

## پارہ ۲۸ - سورہ جمعہ بقیہ رکوع اوّل

کیونکہ بائبل کے رو سے ان کے خیال میں زمین چھٹی تھی۔ میں دنیا کی عمر سات ہزار سال بھی ٹھیک سمجھتا ہوں۔ لیکن یہ نہیں کہ اس سے پہلے خدا فارغ بیٹھا ہوا تھا۔ بلکہ ہم دونوں باتوں کو یوں مطابقت دے سکتے ہیں کہ دنیا تو نہ معلوم کب سے چلی آتی ہے لیکن اسمیں خدا تعالےٰ نے کچھ دور مقرر کر دیئے ہیں اور ایک دورہ سات ہزار سال کا ہوتا ہے اس کے بعد ایک خاص قیامت آجاتی ہے۔ اب ہم بھی ایک دنیا کے ساتویں ہزار میں ہیں جس طرح چھ دنوں کے بعد ساتواں دن آرام کے لئے جمعہ آتا ہے۔ اسی طرح یہ زمانہ آرام کا ہے۔ اور دنیا کی ہر ایک قسم کی ترقی اس میں ہو رہی ہے۔ ساتویں ہزار کا آدم مسیح موعود ہے۔ اسی زمانہ میں چونکہ مسیح موعود نے آنا تھا۔ اس لئے اس سورۃ میں ساتویں دن کا ذکر فرمایا۔ حدیثوں میں آیا ہے کہ مسیح موعود کے بعد قیامت آئے گی۔ اس لئے اس دور کی قیامت قریب ہی ہے +

مَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ چونکہ اس زمانہ میں مسیحیت کا زور ہونا تھا۔ اس لئے خدا نے یہ اپنی چار صفتیں بیان فرمائی ہیں۔ (۱) خدا مالک اور کل اختیارات رکھنے والا ہونا چاہیئے نہ کہ مسیحوں کے خدا کی طرح جسکو ایک عورت نے کہا تھا۔ کہ جب تجھ کو بادشاہت ملیگی تو میرے بیٹوں کو دائیں بائیں بیٹھانا۔ لیکن مسیح نے کہا کہ یہ میرے اختیار میں نہیں ہے بلکہ خدا کے اختیار میں ہے (۲) خدا پاک ہونا چاہیئے لیکن مسیح کہتا ہے کہ میں نیک نہیں ہوں۔ نیک وہ ہے جو آسمان پر ہے (۳) خدا ہر ایک چیز پر غلبہ رکھنے والا ہونا چاہیئے۔ لیکن مسیح کو تو یہود نے سولی پر لٹکا دیا۔ اور کانٹوں کا تاج سر پر رکھا۔ (۴) خدا کے کاموں میں حکمت ہونی چاہیئے۔ کوئی اس کا کام بیکار اور بے فائدہ نہ ہو۔ لیکن مسیح کے کاموں میں کچھ حکمت نہ تھی۔ وہ دنیا کے لئے ہدایت ہو کر آیا۔ لیکن اسے کوئی کامیابی نہ ہوئی اس لئے اس کا کام عبث نکلا۔ ان چار صفات کے مقابلہ میں مسیح کی الوہیت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔ مسیحی صاحبان اس کا کوئی جواب نہیں دے سکتے کہ (۱) مسیح کی بادشاہت ثابت کرو۔ (۲) اسکی پاکیزگی اور طہارت کو ثابت کرو۔ (۳) اس کا غلبہ ثابت کرو۔ (۴) اس کے کاموں میں حکمت ثابت کرو۔ یہ سوالات عیسائیوں کے مقابلہ میں ایک عجیب حربہ ہے +

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ۔ اسلام کا خدا پاک اور حکمت والا ہے۔ چنانچہ جس مسیح کو اسلام نے پیش کیا وہ ناکامیاب نہیں رہا۔ اور نہ اسکو کوئی تکلیف پہنچا سکا۔ یہ بھی بتا دیا کہ گو اس زمانہ میں عیسائیوں کا غلبہ ہوگا۔ اور وہ بڑے تدبر سے کام کرتے ہونگے۔ لیکن احمدیوں کے ساتھ تمام صفات حسنہ سے متصف خدا ہے اس لئے یہی کامیاب ہونگے تلوار سے نہیں بلکہ اشاعت دین کے ذریعہ۔ خداوند تعالےٰ تو فرماتا ہے کہ میں نے تم پر فضل کیا کہ تم میں سے ہی رسول بھیجا۔ لیکن مسلمانوں میں جب اپنے میں سے رسول آیا ہے تو خدا کے اس احسان کو رد کر رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہمیں اپنے میں سے رسول نہیں چاہیئے۔ آسمان سے بنی اسرائیل کا رسول آنا چاہیئے +

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔ رسول کے یہ کام خدا تعالےٰ نے بیان فرمائے ہیں اور رسول کے خلیفہ کے بھی یہی کام ہوتے ہیں (۱) لوگوں پر وہ ایسی چیزیں پڑھے گا کہ وہ خدا کی طرف توجہ کرینگے اور خدا کی ہستی۔ ملائکہ۔ انبیاء۔ جزا و سزا۔ بہشت و دوزخ پر ایمان لائینگے (۲) يُزَكِّيْهِمْ۔ ان کو پاک کرے گا۔ کسی جگہ تو يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ کے بعد آیا ہے۔ اور کسی جگہ پہلے جسکی وجہ یہ ہے کہ بعض فطرتیں تو ایسی ہوتی ہیں کہ جب ان کو آیتیں سنائی جاتی ہیں۔ تو اسی وقت تزکیہ نفس کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ اور بعض آہستہ آہستہ عمل کے بعد تزکیہ حاصل کرتی ہیں (۳) يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ۔ کتابت سکھلائے گا یعنے علوم کی طرف توجہ کرے گا۔ فرائض بتائے گا۔ اور نیک عمل کروائے گا۔ (۴) حکمت پکی باتیں۔ حدیث۔ شریعت کے اسرار۔ کہ نماز کیوں پڑھی جاتی ہے اور اس کے کیا فوائد ہیں۔ وغیرہ وغیرہ +

اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ۔ جس طرح آنحضرت نے پہلے لوگوں کو یہ باتیں سکھائی تھیں۔ اسی طرح ان کے بعد آنے والوں کو بھی سکھائی جائینگی۔ لیکن یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ رسول کریم تو فوت ہو چکے ہیں تو بعد میں آنے والے لوگوں کو کون سکھائے گا۔ اس لئے فرمایا وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ کہ خدا زبردست حکمت والا ہے وہ کوئی انتظام کریگا پس اس نے حضرت مسیح موعود کے ذریعے یہ باتیں سکھائیں اور چونکہ اللہ تعالےٰ نے مسیح موعود کے زمانہ کو اپنے زمانہ سے شاہت دی ہے اس لئے آپ کے بعد بھی وہی ہونا چاہیئے جو آنحضرت کے بعد ہوا آپ بیشک مسیح تھے مگر مسیح غیروں کے لئے تھے اپنوں کے لئے مہدی تھے یعنے بروز محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس آپکے زمانہ کو درحقیقت آنحضرت کا ہی زمانہ قرار دیا گیا ہے نہ کہ مسیح کا۔ اللہ تعالےٰ نے احمدی جماعت کو صحابہ سے تشبیہ دی ہے پس تم صحابہ کی مثال بنو۔ حدیث سے ثابت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جب سورہ جمعہ نازل ہوئی۔ تو اسوقت رسول کریم سے سوال کیا گیا کہ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ کون ہیں۔ تو آپ نے سلمان فارسی کی پیٹھ پر جو کہ پاس بیٹھے ہوئے تھے ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ لوکان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجال من ھؤلاء۔ اگر ایمان ثریا سے بھی معلق ہوگا تو ان لوگوں میں سے کچھ آدمی اس کو واپس لے آئینگے۔ رجال جمع کا صیغہ ہے جو کم از کم تین پر صدوہ پر بولا جاتا ہے۔ رسول کریم نے حضرت سلمان کی اولاد سے کئی آدمی بتائے جو کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا جائے گا۔ تو واپس لے آئینگے۔ حضرت مسیح موعود نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ میں حضرت سلمان کی اولاد سے ہوں۔ اور خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ آپ کو بتایا کہ تم ابنائے فارس سے ہو اور آپنے دعوٰی کیا ہے کہ میں ہی اس حدیث کا مصداق ہوں۔ اس لئے ایک تو آپ اس حدیث کے مصداق ہوئے۔ لیکن چونکہ یہاں جمع کا لفظ ہے اس لئے ضرور تھا کہ آپ کی اولاد سے بھی بعض وجود ہوتے جو آپ کے کام کو پورا کرتے تا یہ حدیث پوری ہوتی کہ لنالہ رجال من ھؤلاء اسوقت کوئی اور خاندان نہیں جو کہہ سکے کہ ہم ان ابنائے فارس سے ہوں جسکی نسبت حدیث میں وعدہ تھا اور ہمارے خاندان کی نسبت تو خدا کی گواہی ہے۔ فارس کے نبی زرتشت نے بھی پیشگوئی کی تھی کہ میری اولاد سے ایک نبی میسیا نامی ہوگا جو کہ شیطان سے آخری جنگ کرے گا وہ جنگ تلوار سے نہیں ہوگی۔ بلکہ دعاؤں سے ہوگی۔ یہ نام مسیح سے بہت ملتا ہے +

حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا - حکم دیا گیا تھا کہ تورات پر عمل کرو لیکن انھوں نے عمل نہیں کیا - اور وہ اسکے معنے نہیں سمجھتے - یہ مسلمانوں کو بتایا کہ تم قرآن کو اُٹھانے والے ہو گے لیکن جو کچھ اس کے اندر ہے اس کو نہیں سمجھو گے - آجکل قرآن جھوٹی قسمیں کھانے کے لئے یا قیمتی غلافوں میں لپیٹ کر رکھنے کے کام آتا ہے لیکن اس پر عمل نہیں کیا جاتا +

اَسْفَار - سفر بڑی کتاب کو کہتے ہیں - اسفار اسکی جمع ہے +

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ - یہ مباہلہ کا طریق ہے - جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسا رائج نہیں ہوا تھا - جیسا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں ہوا ہے - مسیح موعود کے سامنے بھی باوجود کئی بار بلانے کے کوئی نہ آیا - اور آنحضرت کے وقت بھی مقابل میں آنے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی +

وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗ اَبَدًا ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ - یہ بدمعاش کبھی مباہلہ کے لئے نہیں آئینگے - کیونکہ ان کو اپنے اعمال کی خوب خبر ہے - مولوی ثناء اللہ نے مباہلہ سے انکار کیا اور کہا کہ کسی کا پہلے مرجانا کوئی صداقت کی دلیل نہیں - یمدھم فی طغیانھم یعمھون - خدا نے اسکے اپنے بنائے ہوئے معیار کو قبول کر لیا اور اس کو زندہ رکھا - بعض لوگوں نے اس معیار کو سچا سمجھا کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجاتا ہے اور اپنے مرنے کی دعا کی - تو خدا نے ان کو مار کر مسیح موعود کی صداقت کو ثابت کر دیا - جس جس معیار کو کسی نے پسند کیا اسی کے مطابق اس سے سلوک ہوا +

فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ - یہ اس لئے مباہلہ نہیں کرتے کہ تباہ ہو جائینگے - لیکن ان کو کہہ دو کہ تم نے تباہ تو ضرور ہی ہونا ہے - لیکن اگر مباہلہ میں آکر ہلاک ہو گے تو خدا کا عظیم الشان نشان بنجاؤ گے +

فَيُنَبِّئُكُمْ - جو جو بداعمالیاں تم کر رہے ہو - خدا ان کی تم کو ضرور خبر دے گا +

## رکوع دوم

۱۸ - اپریل سنہ ۱۹۱۴ء

مسلمانوں کی ترقی اور کامیابی کے اسباب میں سے ایک وہ سامان ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے مہیا فرما دیا ہوا ہے - جسوقت دُنیا پراگندہ ہوتی ہے اور ہر ایک شخص اپنے اپنے خیالات اور افعال میں خود مختار ہوتا ہے اور اتفاق و یکجہتی کی جگہ نفاق اور دشمنی لے لیتی ہے - تو خداوند کریم اپنے انبیاء اور رسل کو بھیجتا ہے - چونکہ اسوقت لوگوں کے دلوں میں خود مختاری کی ہوا سمائی ہوئی ہوتی ہے - اس لئے نبی کی مخالفت کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں - لیکن اللہ تعالیٰ رفتہ رفتہ سعید روحوں کی ایک جماعت بنا دیتا ہے جو خود نیک کام کرتی ہے اور دوسرے لوگوں سے کروانے کی کوشش کرتی ہے - لیکن ایک وقت آجاتا ہے - جبکہ یہ سلسلہ بھی روحانیت کے آہستہ آہستہ کمزور ہو جانے کی وجہ سے ٹوٹ جاتا ہے اور تفرقہ پڑ جاتا ہے - مسلمانوں پر خدا نے بڑا ہی فضل کیا - اور ان کو وہ طریقہ بتا دیا کہ جس سے ہر حالت میں ایک جہتی ہی رہ سکتی ہے - اول یہ کہ تم میں ایک خلیفہ ہو جو جماعت کی وحدت کو قائم رکھے اگر وہ نہ ہو یعنی تم میں کوئی خلیفہ نہ ہو جس کے ماتحت تم ۲۴ گھنٹے ہی ہوتے - تو ایک دن میں پانچ دفعہ ایک امام کے ماتحت ہو جایا کرو - تاکہ تمہارا سارا دن رات خود مختاری میں نہ گذرے بلکہ کچھ حصہ ماتحتی اور فرمانبرداری میں بھی گذارو - اور وقتی اجتماع کر لیا کرو - دوم اگر تمام لوگ اپنے شہر اور قصبے کے ہر روز ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے - تو ہفتہ میں ایک دن جمع ہو جایا کریں - اور ایک امام کے ماتحت ہو کر جمعہ کی نماز ادا کیا کریں - سوم - ارد گرد کے شہروں اور قصبوں کے لوگ سال میں دو دفعہ ایک مرکز پر جمع ہوا کریں - اور عیدین کی نماز ادا کیا کریں - تاکہ ان میں تعلقات اور رابطۂ اتحاد بڑھتا رہے - اور ایک دوسرے کے حالات سے واقف ہوتے رہیں - چہارم - تمام جہان کے مسلمان ایک دفعہ سال میں حج کے لئے جمع ہوں - اور بڑے بڑے اغنیا اور مدبر لوگ جمع ہو کر تبادلۂ خیالات کریں - اور قوم کی مشکلات کے دور کرنے کی تجاویز سوچیں - اور ایک امام کے ماتحت ہو کر اپنی یکجہتی اور اتفاق کا ثبوت دیں - جبتک مسلمانوں نے ان باتوں پر عمل کیا - دن بدن انکی ترقی ہوتی گئی - لیکن جب تفرقہ پڑا - اور ایک کی بجائے چار امام ہو گئے تو ترقی رُک گئی - اور گرنے اور برباد ہونے شروع ہو گئے - ہم سے پہلے لوگوں میں تو بہت مدت کے بعد چار امام ہوئے تھے - لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائم کردہ سلسلہ میں اب ہی بعض لوگ کہتے ہیں کہ چار خلیفے ہونے چاہئیں - لوگ اب بھی حج کے لئے جاتے ہیں لیکن جن لوگوں پر جانا فرض تھا - ان کو تو اپنے عیش و آرام سے فرصت ہی نہیں ملتی غریب و غربا چلے جاتے ہیں جن کے مدنظر مختلف ذاتی اغراض ہوتی ہیں بعض مشکلات اور تکلیفوں کی وجہ سے ہجرت کر کے چلے جاتے ہیں کہ شائد وہاں آرام ملے - بعض سیر و تفریح کے لئے جاتے ہیں بعض حاجی کہلانے کے لئے حج کرتے ہیں اور لوگوں سے مانگ مانگ کر زاد راہ مہیا کرتے ہیں اور بعض تجارت کو بڑھانے کیلئے حاجی کی ڈگری حاصل کرتے ہیں - اور وہ غرض جس کے لئے یہ اجتماع مقرر کیا گیا تھا کسی کے ذہن میں نہیں ہوتی - پھر جمعہ تھا - اس کے ترک کرنے کے لئے بھی کئی وجوہات تراش رکھی ہیں - کہتے ہیں کہ ایسے شہر میں جمعہ ہو سکتا ہے جہاں قاضی ہو - بڑا شہر ہو - پھر پانچ وقت کی نمازیں تھیں سو ان میں بھی جمع نہیں ہوتے - اول تو بہت کم لوگ نماز پڑھتے ہیں اور جو پڑھتے بھی ہیں وہ کہتے ہیں کہ مسجد میں چونکہ غریب لوگ نماز پڑھتے ہیں اس لئے وہاں جانے سے ہماری ہتک ہوتی ہے ہم گھر پر ہی نماز پڑھیں گے - غرضیکہ مسلمانوں میں بڑا تفرقہ ہو گیا ہے - پہلے اصل امامت ہی نہ رہی پھر حج کو چھوڑا - پھر جمعہ کے لئے وجوہات تراشیں اور پھر نماز باجماعت کو بھی خیرباد کہہ دیا +

اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ - جمعہ کے دن جس وقت نماز کے لئے آواز آوے - تو بیع کو چھوڑ دیا کرو - جب سے ہندوستان میں مسلمانوں نے جمعہ پڑھنا چھوڑا ہے گرتے ہی چلے جاتے ہیں - جمعہ کے لئے شرائط لگائی گئی ہیں وہ تو اسوقت پوری ہو سکتی تھیں جبکہ حکومت ہو - مگر جمعہ کی ضرورت تو حکومت کے مٹنے پر اور بھی بڑھ گئی تھی اور ان شرائط کے ماتحت جب جمعہ پڑھنا قریبًا ناممکن ہو گیا تو اس علاج کا کیا فائدہ جو بیماری کے وقت نہ ہو - جمعہ کی سب سے زیادہ ضرورت تو مسلمانوں کو حکومت کے جانے پر تھی تا ایک وقتی اتحاد تو ان میں ہو جائے مگر افسوس کہ لوگ اس حکمت سے بے خبر ہو کر جمعہ چھوڑ بیٹھے +

فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ - اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ نماز کے لئے بھاگتے ہوئے جاؤ بلکہ یہ ہیں کہ کوشش کرو - سامان مہیا کرو - جمعہ کی نماز کے یہ سامان ہیں (۱) غسل کرنا واجب ہے (۲) کپڑے بدلنا (۳) خوشبو لگانا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ میں دیکھا کہ بعض لوگوں کے میلے کپڑے ہیں تو فرمایا - کہ ایسے لوگ کیوں جمعہ کے لئے علیحدہ کپڑے نہیں بنوا رکھتے جن کو جمعہ کے دن پہن لیا کریں - اور پھر اتار کر رکھ دیا کریں +

جمعہ کی نماز کے لئے (۱) وقت سے پہلے مسجد میں آنا چاہیئے - جتنا کوئی پہلے آتا ہے - اتنا ہی زیادہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے - حدیث میں آیا ہے کہ جو سب سے پہلے آوے اس کو ایک

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

# خطبۂ جمعہ

## جو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح والمہدی نے ۱۸ اپریل کو دیا

واذ قال ربک للملئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ ۔ الخ ۔ بما کنتم تکتمون ۔

### ہر ایک نئے امر کی پہلے مخالفت ہوتی ہے

ہر ایک نئی بات پر ہر ایک نئی چیز پر انسان گھبرا جاتا ہے ۔ خواہ وہ کیسی ہی اچھی اور مفید کیوں نہ ہو ۔ لیکن طبیعت مضائقہ کرتی ہے ۔ کہ انسان اسکو اسیوقت مان لے ۔ کفار مکہ ایک پتھر کے بت کے سامنے سجدہ کرتے تھے ۔ رسول اللہ صلعم (جس کو وہ خود ایک صادق اور امین سمجھتے تھے) بنے جب انکو آکر کہا ۔ کہ بت پرستی بہت بری ہے ۔ تو چونکہ انکو ایک عادت پڑی ہوئی تھی ۔ اور مدتوں سے ایک بات ان کے دل میں بیٹھ گئی تھی جس کے لئے ان کے پاس دلیل وغیرہ کوئی نہ تھی ۔ صرف ایک رسم و رواج کی پیروی تھی ۔ ویسے ان کے پاس کوئی ثبوت اس کا نہ تھا ۔ پس جب کبھی دنیا میں کوئی نئی بات انسان کے سامنے آتی ہے ۔ تو خواہ وہ کیسی صداقت پر مبنی کیوں نہ ہو ۔ شروع شروع میں طبیعت ضرور اس سے متنفر ہوتی ہے ۔ اسی لئے جب انبیاء علیہم السلام دنیا میں آتے ہیں ۔ دنیا میں ان کی ضرور مخالفت ہوتی ہے ۔ اور اس طرح کے اعتراضات ہونے شروع ہو جاتے ہیں ۔ کہ یہ بھی ہماری طرح کا ایک انسان ہے ۔ ہماری طرح کھاتا پیتا اور ہم میں چلتا پھرتا ہے ۔ اور آج یہ کہتا ہے ۔ کہ میں تمہارا سردار ہو گیا ہوں ؂

### دلائل و براہین سے ملائکہ صفت مان لیتے ہیں

پھر جب دلائل سنتے ہیں ۔ تو جو ملائکہ صفت ہوتے ہیں ۔ وہ جھٹ اس کو مان لیتے ہیں ۔ انبیاء کے اور ان کے خلفاء کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا ہے ۔

ماموِر خلیفہ کے ہونے پر طبائع میں یہ خیالات پیدا ہوتے ہیں ۔ کہ ہم اور یہ برابر کے تھے ۔ یہ ہم سے منواتا تھا ۔ اور ہم اس سے منوا لیتے تھے ۔ آج یہ مطاع ہو جائے ۔ اور ہم مطیع ہو جائیں اس کو ایسا کو تسا سر خاب کا پر لگا ہوا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نبیوں اور خلفاء کے ساتھ ایسا ہوتا آیا ہے ۔ اور انبیاء سب سے زیادہ شان کے ساتھ آتے ہیں اور پھر ماموِر خلفاء کے ساتھ بھی یہی ہوتا آیا ہے تو پھر غیر ماموِر خلفاء کی تو سب سے زیادہ مخالفت ہونی ضروری ہے

۔ ۔ آدم آیا تھا ۔ ملائکہ نے اعتراض کر دیا ۔ اتجعل فیھا من یفسد فیھا ۔ کہ تو ایک مفسد کو جو فساد کرے گا پیدا کرتا ہے ؂

اور ہم تو ہمیشہ تیری تسبیح و تقدیس کرتے تھے ۔ اور قدیمی خدمتگذار تھے ۔ پھر کیا ضرورت تھی ۔ کہ خلیفہ بنایا جاوے ۔ اس غریب نے کیا کرنا ہے ۔ یونہی فساد ہو گا ۔ یہ لوگوں میں تبلیغ کرے گا ۔ وہ اس کی نہ مانیں گے ۔ پھر وفد آئیں گے ۔ ٹریکٹ شائع ہونگے ۔ اور قوم کا روپیہ ضائع ہو گا ؂

ایک انسان دوسرے انسان پر کسی ایک نہ ایک بات میں فضیلت بھی رکھتا ہے ۔ اس میں کیا شک ہے ۔ اگر ایک بات میں موسےٰ بڑھے ہوئے ہیں ۔ تو دوسری میں داؤد ؑ ۔ ایک میں مسیح ؑ زیادہ ہیں ۔ تو دوسری میں سلیمان ؑ جو خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے ۔ اس میں دیکھا جاتا ہے ۔ کہ اس نے کل خیالات کو یکجا جمع کرنا ہوتا ہے ۔ ممکن ہے ۔ کسی ایک بات میں دوسرا شخص اس سے بڑھ کر ہو ۔ ایک مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر کیلئے صرف یہی نہیں دیکھا جاتا ۔ کہ وہ پڑھاتا اچھا ہے کہ نہیں ۔ یا اعلیٰ ڈگری پاس ہے یا نہیں ۔ ممکن ہے ۔ اس کے ماتحت اس سے بھی اعلیٰ ڈگری یافتہ ہوں ۔ اس نے تو انتظام کرنا ہے ۔ افسروں سے معاملہ کرنا ہے ۔ ماتحتوں سے سلوک کرنا ہے ۔ یہ سب باتیں اس میں دیکھی جاویں گی ۔ خالد بن ولید جیسی تلوار کس نے چلائی ۔ مگر خلیفہ ابوبکر ہوئے اگر آج کوئی کہتا ہے ۔ کہ یوروپ میں میری قلم کی دھاک مچی ہوئی ہے ۔ تو وہ خلیفہ نہیں ہو سکتا خلیفہ وہی ہے ۔ جسے خدا نے بنایا ۔ خدا نے جسکو چن لیا ۔ اسکو چن لیا ۔ خالد بن ولید نے ساٹھ آدمیوں کے ہمراہ ساٹھ ہزار آدمیوں پر فتح پائی ۔ عمر رضؓ نے ایسا نہیں کیا ۔ مگر خلیفہ عمر ہی ہوئے ؂

حضرت عثمان کے وقت بڑے جنگی سپہ سالار موجود تھے ۔ ایک سے ایک بڑھکر جنگی قابلیت رکھنے والا ان میں موجود تھا ۔ سارے جہان کو اس نے فتح کیا ۔ مگر خلیفہ عثمان ہی ہوئے ۔ پھر کوئی تیز مزاج ہوتا ہے ۔ کوئی نرم مزاج کوئی متواضع ۔ کوئی منکسر المزاج ہوتے ہیں ۔ ہر ایک کے ساتھ سلوک کرنا ہوتا ہے ۔ جسکو وہی سمجھتا ہے جسکو معاملات ایسے پیش آتے ہیں ۔ کوئی کہتا ہو گا ۔ کہ بڑی حکومت مل جاتی ہے دو بچوں کا خوش کرنا بڑا مشکل ہو جاتا ہے ۔ یہاں تو چار لاکھ انسان کے ساتھ معاملہ ہے ۔ ملائکہ کو اپنے اپنے کام کی دھن ہوتی ہے کسیکو کوئی کام سپرد ہوتا ہے ۔ کسیکو کوئی ۔ ایک فرشتے کے سپرد موت کا کام ہے ۔ بعض بارشوں پر اور بعض پہاڑوں کے موکل ہیں ۔ غرضکہ ہر ایک فرشتہ کسی ایک کام پر مقرر ہے ۔ مگر برخلاف اس کے آدم میں تمام

والے رکھے ہیں ۔ موت کا فرشتہ بشارت نہیں جانتا ۔ اور بشارت کا فرشتہ موت کو ۔ ملائکہ معصوم ہیں ۔ وہ گناہ کرنا جانتے ہی نہیں ۔ وہ غفاری اور ستاری کی صفت کو کیا سمجھیں ۔ یفعلون ما یؤمرون کے ماتحت کام کرتے رہتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر اگر ہو سکتا ہے تو انسان ہی ہو سکتا ہے ۔ کوئی ایسی ہستی ضرور ہونی چاہیئے جو بڑے ۔ جسکو نیکی کرے اور بدی کرے ۔ اسیطرح جو خلفاء ہوتے ہیں اپنے رنگ پیدا کر دیتا ہے ۔ اسماء صفات الٰہی ہیں ۔ ملائکہ پر جب پیش کئے گئے ۔ تو انھوں نے لا علم لنا کہا ۔ بیچارے شدید الانتقام اور غفار کی صفت کیا سمجھ سکتے ہیں ۔ اسی واسطے لکھا ہے ۔ کہ انبیاء کا درجہ ملائکہ سے بڑا ہوتا ہے ۔ انہوں نے خدا کی تمام صفات کا مظہر اپنے آپ کو قرار دیا ہے ۔ آدم نے تو سب کچھ بتلا دیا ۔ لوط اور لوط کی بستی والے ابراہیم اور اس کے مخالف موسےٰ ؑ اور اس کے مخالف کسی جگہ بخشش اور کسی جگہ سزا ہو رہی ہے کہیں نیکی ہو رہی ہے کہیں بدی ہو رہی ہے ۔ بظاہر ملائکہ میں سے ہر ایک لائق ہے ۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک لائق نہیں ۔ تب ہی فرمایا ۔ انی اعلم ما لا تعلمون اس زمانہ میں بھی ملائکہ نے اعتراض کیا ۔ لیکن آخر کار ملائکہ صفت فوراً اپنی غلطی تسلیم کر کے ایمان لے آتے ہیں ۔ دیکھا ایک دن ایک خط آتا ہے جس میں پچاس اعتراض کئے ہوتے ہیں ۔ دوسرے دن خط آتا ہے ۔ حضور میرے خط کے جواب کی ضرورت نہیں ۔ مجھے افسوس ہے کہ میں اولین بیعت کنندگان میں کیوں نہ شامل ہو سکا ۔ میرے لئے خاص وقت میں دعا فرماویں ؂

### کوئی خدمت کرنی اللہ پر احسان نہیں

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے ۔ کہ ہم سے ایسا کام اس نے لیا ۔ دراصل یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ۔ کہ اس نے ہم سے کوئی خدمت لے لی ۔ اب تم احسان جتاتے ہو ۔ خدمت تو خدا کے فضل کے ماتحت ہوتی ہے ۔ نہ یہ کہ میں نے خدمت کی ۔ مجھے یہ ہونا چاہیئے ۔ انصار نے ابوبکر کے مقابلہ میں یہ پیش کیا تھا ۔ کہ ہم نے بڑی مدد کی ۔ ہم نے تمہیں جگہ دی وغیرہ وغیرہ ۔ حضرت ابوبکر مامور نہ تھے ۔ ہم کہتے ہیں ۔ تم مان جاؤ ۔ اگر ملائکہ ہو ۔ ملائکہ صفت تب تک جبتک ضد نہ ہو ۔ شرارت نہ ہو ۔ انجام خدا تعالےٰ فرماتا ہے آدم کے ساتھ ہوتا ہے ۔ ملائکہ کو آخر حکم ہوا ۔ کہ اسجدوا لآدم ۔ پہلے ملائکہ کو کوئی حکم نہیں ملا تھا ۔ کہ سجدہ کرو ۔ انہوں نے جب اعتراض کیا تو پھر فرمایا ۔ اب تمہیں ضرور آدم کی فرمانبرداری کرنی ہو گی حضرت خلیفۃ المسیح کے عہد میں بعض نے برخلاف آواز اٹھائی تب حضرت نے دو بارہ بیعت لی ۔ اور لکھوں لکھوں کر بیعت لی ۔ اور ہر ایک سے اعلان کروایا ۔ انسان کو چاہیئے کہ وہ سوچے کہ اگر میں بڑا ہوں ۔ تو خدا مجھے خود بڑا بنا دیگا ۔ اور اگر میں چھوٹا ہوں اور بڑا بننا چاہتا ہوں ۔ تو ذلیل ہونگا ؂

۱۳ اسیطرح خدا کیطرف سے جو خلیفہ ہو گا اسکی مجموعی حیثیت دیکھی جاویگی

## خواجہ صاحب کی چٹھی

مفصلہ ذیل چٹھی خواجہ کمال الدین صاحب نے ۸ رجون ۱۹۰۸ء کے سول اینڈ ملٹری نیوز لدھیانہ میں چھپوئی تھی۔

### مرزا صاحب کے خلیفہ کا انتخاب

ایڈیٹر صاحب تسلیم!

میں جناب کا مشکور رہونگا۔ اگر آپ بذریعہ اخبار اس امر کا اعلان کردیں۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود مہدی معہود بانی سلسلہ احمدیہ کی وفات پر جو ۲۶۔ مئی ۱۹۰۸ء کو بمقام لاہور اس دار فانی سے رحلت فرماکر اپنے محبوب حقیقی سے جاملے۔ حاجی حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب احمدیوں اور معتمدین صدر انجمن احمدیہ کے اتفاق رائے سے آپ کے خلیفہ منتخب کئے گئے ہیں۔ اور تقریباً ۱۲۰۰ احمدیوں نے جو اسوقت قادیان میں موجود تھے! قبل دفن کرنے حضرت مرزا صاحب کے آپ کی بیعت کی! والسلام

آپکا نیاز مند خواجہ کمال الدین سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان

## قادیان میں کالج

ایڈیٹر صاحب السلام علیکم!

بڑی خوشی کے ساتھ میں اخبار میں شایع کرنے کیلئے مطلع کرتا ہوں۔ کہ بموجب ریزولیوشن جلسہ وکلاء و قائمقامان جماعت ہائے مقامات مختلفہ منعقدہ ۱۲ اپریل حضرت صاحبزادہ میرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب فضل عمر خلیفۃ ثانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عملی کارروائی شروع فرمادی ہے۔ اور ایک کالج کمیٹی اس غرض کے لئے مقرر فرمادی ہے۔ کہ وہ غور کرے۔ کہ کس طرح کا کالج قادیان میں جلد سے جلد اور کم خرچ میں قائم ہوسکتا ہے۔ اور اس کے قیام کے وسائل سوچے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل اصحاب اس کمیٹی کے ممبر مقرر فرمائے ہیں:۔

۱۔ مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے اسسٹنٹ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز قادیان میر مجلس۔ ۲۔ مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔ اے سیکرٹری۔ ۳۔ مسٹر مبارک علی صاحب بنگالی بی۔ اے۔ بی۔ ٹی ممبر۔ ۴۔ ماسٹر محمد الدین صاحب بی۔ اے سیکنڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ممبر۔ ۵۔ رائے اکبر علی صاحب پلیڈر ممبر۔ ۶۔ عطاء الرحمن صاحب ایم۔ اے پرنسپل راجشاہی کالج۔ ممبر۔ ۷۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب۔ ممبر۔ ۸۔ ڈاکٹر طفیل احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن ممبر۔ ۹۔ چوہدری شیخ محمد صاحب ایم۔ اے۔ ممبر۔ ۱۰۔ ماسٹر محمد شریف صاحب بی۔ اے ایل ایل بی۔ پلیڈر ممبر۔ ۱۱۔ مولوی محمد حسین صاحب بی۔ اے سب ڈپٹی انسپکٹر مدارس بہاولپور ممبر۔ ۱۲۔ حافظ غلام محمد صاحب بی۔ اے۔ ممبر۔ ۱۳۔ یعقوب خاں صاحب بی۔ اے۔ ممبر۔ ۱۴۔ قاضی محمد عبداللہ صاحب بی۔ اے۔ تھرڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول (قادیان) ممبر۔ ۱۵۔ شیخ مبارک علی صاحب بی۔ اے۔ ممبر۔

راقم محمد علیخان رئیس مالیر کوٹلہ ۱۹؍ اپریل ۱۹۱۴ء

## بلا شرط بیعت

مندرجہ بالا عنوان سے جو ایک مضمون پیغام صلح مجریہ ۱۴۔ اپریل ۱۹۱۴ء میں میرے نام سے شایع ہوا ہے۔ وہ میرا اس وقت کا لکھا ہوا ہے جبکہ میں باوجود بیعت کرلینے کے بھی حضرت میاں بشیرالدین محمود احمد خلیفہ ثانی کے ساتھ اس مسئلہ میں بسبب غلط فہمی کے اختلاف رکھتا تھا۔ اسلئے احباب کی اطلاع کے لئے عرض ہے۔ کہ اب میں نے اس مسئلہ کی اصل حقیقت کو سمجھ کر دوبارہ بیعت کرلی ہے کہ جیسے حضرت خلیفۃ المسیح اول کے ہاتھ پر تمام احمدیوں نے کی تھی۔ اور میرا دلی یقین ہے۔ کہ یہ خلافت بالکل حق ہے۔

عمرالدین از شملہ

## اظہار اخلاص

بحضور سیدنا امامنا سلمہ اللہ تعالیٰ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضور عالی! کسی کے کہنے پر جبراً میں نے بیعت نہیں کی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے فراست سے کی تھی۔ اور آج دن تک مجھے ایک سیکنڈ کے لئے بھی شک نہیں گذرا۔ آئندہ اللہ تعالیٰ بچائے۔ جس روز سے میں نے بیعت کی ہے۔ دن بدن حضور سے محبت بڑھتی جاتی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بفضل خدا ۲۵ تاریخ کے بعد حاضر خدمت ہو جاؤنگا۔ اور چندہ لنگر مدرسہ انشاء اللہ تعالیٰ بفضل خدا ایکسال کا یکمشت پیشگی بہت جلد بھیجدونگا۔ دیگر جو لاہور مبلغ ... روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ اس کے دینے کی اگر اجازت دیں۔ تو دیدوں۔ ایسا نہ ہو۔ وعدہ خلافی ہو۔ ورنہ حضور کے کہنے پر عمل کیا جاویگا۔ لنگر کے بارے میں خیال تمکث کیا جاوے۔ کہ شک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوئی شک وغیرہ نہیں۔ میرا نہ حاضر ہونے سے لوگ شک کرتے ہونگے۔ حضور ... فرمادیں۔ حضور کی دعا کی سخت ضرورت ہے۔

آپکا غلام خاکسار نیاز احمد وزیر آباد

## برادرانہ التماس

جناب مولوی محمد علی صاحب کو اس امر کے متعلق ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہیئے تھا۔ کہ جب کہ ازدار نبوت علم اور آنکھ یعنی حضرت خلیفۃ المسیح نے خلافت کو اپنی تقاریر اور وصیت کے ذریعہ فرض کیا ہے۔ تو وہ کون ہیں؟ جو اس فرمان کو توڑ سکیں۔ کیا حضرت خلیفۃ المسیح نے دیمبیر حضرت صاحب کو بڑا نازکتا۔ اور جسکو صدیق کا خطاب دیا اور جس کے بالمقابل کسی کو اپنا پیارا مرید نہ سمجھا۔ اچھ سال تک جماعت کو گمراہی ہی میں ڈالے رکھا۔ اور نہ صرف اپنے زمانہ تک بلکہ آئندہ کے لئے بھی جانشین کی وصیت فرماکر سلسلہ خلافت کو ضروری قرار دیکر قوم کو گمراہ کرنا چاہا تھا۔ معاذ اللہ۔ اس جری السنان سے بڑھ کر کوئی وصیت کو زیادہ سمجھنے کا دعویٰ کرسکتا ہے۔ خدارا خوف کرو۔ مخالفوں کو بہت خوش کرچکے۔ اب تو فروتنی اختیار کرو۔

محمد فقیر اللہ خان (بی۔ اے علیگ) اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس۔ مظفر نگر۔

## درخواست بیعت

میں نے اخبارات میں بعد کی کل کارروائی دیکھ لی ہے۔ اور خلافت پر جو اعتراض ہوتے ہیں۔ مجھ کو سب معلوم ہوگئے ہیں۔ لیکن میں شرح صدر سے بیعت کرنا اور انجمن کے تمام کاروبار کو ایک مطاع امام کے ماتحت سرانجام پانا ضروری خیال کرتا ہوں۔ میں نے شرائط بیعت کو دیکھ کر منظور کرلیا ہے۔ اس لئے عرض پرداز ہوں۔ کہ میری بیعت قبول فرمائی جاوے

(قاضی سید محمد ابراہیم ساکن کلسانہ تحصیل تھانیسر ضلع کرنال)

## شہادت حقہ کا اظہار

جن ایام میں اخبار وطن کی تحریک سے بلا ریویو ریویو کا ایک ضمیمہ نکالنے کی تجویز تھی۔ جس میں حضرت اقدس کا بالکل ذکر نہ ہوتا۔ اور مخالف مسلمانوں کے چندہ سے اس کے چلانے کی تجویز ہوئی تھی۔ تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی محمد علیصاحب کو علیحدہ مکان میں بلوا کر یہ کلمات ان کو سامنے بٹھلا کر فرمائے۔ اس وقت صرف میں موجود تھا۔ اور کوئی وہاں نہ تھا۔ آپ نے فرمایا۔ "مجھے یہ بتلاؤ۔ کہ مجھے چھپا کر پھر یورپ میں آپ پیش کیا کریں گے؟ کیا یہی مردہ اسلام ہے" الفاظ اور بھی تھے۔ مگر حافظہ اسی قدر ضبط کئے ہوئے ہے۔ آجکل میں نے سنا ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے لنڈن میں حضرت مسیح موعود کو چھپا کر اشاعت اسلام شروع کی ہے۔ "فیا للعجب"

مہدی حسین خادم المسیح از قادیان

## دُعا

وَلِیُبۡلِیَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ سے ظاہر ہے۔ کہ مومنوں کو ابتلا بھی آجاتا ہے۔ اتنا در دبھی ہے میری خواہش ہے کہ وقتاً فوقتاً جمیع صاحبان احمدی آپکے لئے دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالیٰ مولوی محمد علیصاحب کے دل سے خیال ہٹاوے اور استقامت عطا فرماوے اور حضرت سیدنا مولانا میرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کی خلافت قدسیہ کو ہر دلعزیز تصور فرماویں۔

(محمد اشرف بیگ احمدی۔ زمیندار موضع چنڈیری پرگنہ۔ بوڈھانہ)

## جنازہ غائب

میاں غلام مصطفےٰ صاحب پنشنر انسپکٹر پولیس مگھیانہ ضلع جھنگ اپنی والدہ مکرمہ کی فوتیدگی کی اطلاع دیتے ہیں۔ احباب جنازہ پڑھ دیں۔